سوال

(145) ایصال ثواب کے لیے قرآن خانی کا جواز

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ڈیرہ غازی خاں سے محمد اسحاق لکھتے ہیں کہ میت کے لیے ایصال ثواب کی خاطر قرآن خوانی کے جواز پر مندرجہ ذیل روایت کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے، اس کی وضاحت مطلوب ہے۔

جو شخص قبرستان سے گزرتے وقت گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اسے مردوں کی تعداد کے مطابق ثواب دیا جائے گا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

اس خود ساختہ حدیث کو علامہ اسماعیل عجلونی نے التاریخ للرافعی کے حوالہ سے بلا سند نقل کیا ہے۔ (الکشف: 2/282)

پھر اس پر کسی قسم کا تبصرہ کرنے کی بجائے اس پر سکوت اختیار فرمایا ہے، حالانکہ کتاب کا موضوع لوگوں میں زبان زد عام اور مشہور روایات سے پردہ اٹھانا ہے، اس تساہل کے پیش نظر بعض اہل نے اس روایت کو صحیح تسلیم کرکے اس پر ایک مسئلہ (میت کو قرآن خوانی کا ثواب پہنچتا ہے) کی بنیاد رکھ دی، چنانچہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں یہی روایت دار قطنی کے حوالہ سے نقل کرکے بطور حجت پیش کی گئی ہے۔ (حاشیہ طحطادی: 342)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمة الله علیہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ (تفہیم القرآن: 5/216)

ہمارے ناقص علم کے مطابق یہ روایت بالکل من گھڑت ہے، تلاش بسیار کے باوجود ہمیں روایت سنن دار قطنی میں نہیں مل سکی، یقیناً یہ روایت دار قطنی میں نہیں ہے۔ بلکہ اسے ابو محمد الخلال نے بایں بیان کیا ہے: عن نسخة عبدالله بن احمد بن عامر عن ابیه عن علی الرضا عن ابائه۔ (القراءة علی القبور: 201/2)

جس نسخہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے، وہ پورے کا پورا موضوع روایات کا پلندہ ہے، جیسا کہ حافظ امام ذہبی رحمة الله علیہ لکھتے ہیں۔ (میزان الاعتدال: 2/390)

حافظ ابن حجر رحمة الله علیہ نے لسان المیزان میں اس کی تصدیق کی ہے، یہ عجیب بات ہے کہ علامہ سیوطی رحمة الله علیہ نے اس بے اصل روایت کو ''ذیل الاحادیث الموضوعہ'' میں بیان کرنے کے باوجود اپنے ایک رسالہ میں اسے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ چنانچہ اسے ابو محمد سمرقندی کے حوالہ سے نقل کیا ہے اور اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے باوصف اس کا پورا پورا دفاع کیا ہے، وہ بطور دلیل مندرجہ ذیل دو مزید روایات بیان کرتے ہیں:

(الف) جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور سورۃ تکاثر پڑھے اور کہے کہ میں نے اس کی تلاوت کا ثواب اس قبرستان میں مدفون اہل اسلام کو بخش دیا ہے تو وہ مردے قیامت کے دن اللہ کے حضور اس کی سفارش کریں گے۔

(ب) جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۃ یاسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ مردوں پر عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور مردوں کی تعداد کے مطابق پڑھنے والے کو نیکیاں دیتا ہے۔ (شرح الصدور: 130)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ روایات اگرچہ ضعیف ہیں تاہم اس مجموعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کچھ بنیاد ضرور ہے۔ (شرح الصدور: 130)

لیکن دین اسلام میں مسائل شرعیہ کی بنیاد اس طرح کی موضوع اور من گھڑت روایات پر نہیں رکھی جا سکتی چنانچہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری، علامہ سیوطی کی یہ ''بنیاد'' بایں الفاظ منہدم کرتے ہیں: یہ ضروری نہیں کہ ضعیف احادیث کے ہر مجموعہ کی کوئی اصل بھی ہو۔ (تحفۃ الاحوذی: 2/126)

علامہ مبارک پوری نے بالکل صحیح فرمایا ہے، کیونکہ ضعیف احادیث کی گھٹیا اور بدترین قسم موضوع روایت کو کسی مسئلہ کی بنیاد نہیں قرار دیا جا سکتا، جمہور محدثین تو مطلق طور پر ضعیف روایت کو قابل عمل نہیں سمجھتے، البتہ بعض اہل علم کا اصرار ہے کہ فضائل اعمال میں (اعمال میں نہیں) ضعیف حدیث قابل حجت ہے، وہ بھی مشروط طور پر اور وہ شرائط حسب ذیل ہیں:

روایت میں شدید قسم کا ضعف نہ ہو، یعنی اس کے بیان کرنے والا کوئی راوی کذاب یا جھوٹ بولنے کے متعلق تہمت زدہ ہو جبکہ زیر بحث روایات خود ساختہ ہیں۔

نفس مسئلہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہو، البتہ اس کی فضیلت بیان کرنے میں ضعیف روایت کا سہارا لیا جا سکتا ہے، جبکہ زیر بحث مسئلہ سرے سے ثابت ہی نہیں ہے۔

روایت میں بیان شدہ حکم کسی عقیدہ یا عبادت سے متعلق نہ ہو، نیز اس روایت کو بیان کرتے وقت اس کی نسبت براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ کی جائے بلکہ "روی" جیسے الفاظ سے بیان کی جائے۔

مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط بھی ان روایات میں نہیں پائی جاتی بلکہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں قرآن خوانی ہو سکتی ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق ایک واضح فرمان ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (بلکہ ان میں قرآن کی تلاوت کرتے رہا کرو) کیونکہ جس گھر میں سورۃ بقرۃ کی تلاوت ہو گی وہاں شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ)

محدثین کرام نے قبرستان میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کرنے پر اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث کو قبرستان میں نماز نہ پڑھنے کے لئے دلیل بنایا گیا ہے، گھروں میں نماز پڑھا کرو انہیں قبرستان نہ بناؤ۔ (صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ)

مروجہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کے قائلین کی کل کائنات یہی ہے جو ہم نے بیان کر دی ہے، اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں اس طرح کے "سہاروں" پر کسی شرعی حکم کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے؟ بعض اہل علم نے عقل و قیاس اور زور بیان سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آدمی جس طرح مزدوری کر کے مالک سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کی اجرت میری بجائے فلاں شخص کو دے دی جائے، اس طرح وہ کوئی نیک عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کر سکتا ہے کہ اس کا اجر میری طرف سے فلاں شخص کو عطا کر دیا جائے، اس میں بعض اقسام کی نیکیوں کو مستثنیٰ کرنے اور بعض اقسام کی نیکیوں تک اسے محدود رکھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن: 5/216)

حالانکہ اس طرح شرعی مسائل عقل و قیاس سے نہیں بلکہ صریح اور واضح نصوص سے ثابت ہوتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقلی مفروضے کا خوب جواب دیا ہے،

چنانچہ سورۃ نمبر53 سورۃ نجم آیت نمبر39 کی تفسیر میں لکھتے ہیں : انسان کے لیے کچھ نہیں مگروہ جس کی اس نے سعی کی ہے، اس آیت سے امام شافعی اوراس کے متبعین نے استنباط کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا کیونکہ یہ مردوں کا عمل وکسب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس کا حکم نہیں دیا اورنہ اشارۃ یا صراحتاً اس کی راہنمائی فرمائی ہے اورنہ ترغیب دی ہے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ منقول نہیں ہے۔ اگر میت کے لیے قرآن خوانی کوئی کار خیر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سعادت کو حاصل کرنے کے لیے ہم سے پیش پیش ہوتے، عبادات اوراعمال خیر میں صرف نصوص پر انحصار کیا جاتا ہے، عقل وقیاس کو اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں، ہاں دعا اورصدقہ وخیرات کے متعلق شارع علیہ السلام کی طرف سے واضح نصوص ہیں کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: 4/305)

میت کو ثواب پہنچانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کی نشاندہی کی ہے ان میں قرآن خوانی کا ذکر نہیں اورنہ ہی اس کا وجود عہد صحابہ اورتابعین میں ملتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:173